

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

﴿فقیر اس مضمون کا آغاز جناب مولانا ڈاکٹر عبدالفتاح صاحب بلوچ بنو عاقل سکھر (سندھ) کی نظر سے کرتا ہے۔﴾

| | |
|--------------------------------|-------------------------------|
| مسلمانوں سے میری التجا ہے ۱ | وہ سمجھیں دین کا عرفان کیا ہے |
| اگر سوچیں تو یہ عقدہ کھلا ہے | نصاری نے ہمیں دھوکہ دیا ہے |
| ہمارا عیسوی سن سے تعلق | بجائے خود بھلا ہے یا برا ہے |
| مسلمانو بس اتنا سوچ لیتے | کہ تقلید نصاریٰ ابتلا ہے |
| اسیران فریب مغربیت | میرے اشعار کا یہ مدعا ہے |
| سن ہجری ہماری آبرو ہے | سن ہجری ہمارا ارتقا ہے |
| سن ہجری کے احیاء کا تصور | ہمیں فاروق اعظم ؓ نے دیا |
| سن ہجری فقط سن ہی نہیں ہے | ہماری عظمتوں کا رہنما ہے |
| سن ہجری سے ہوں گے متحد ہم | یہی ایک بہتری کا راستہ ہے |
| نہ سمجھا وقت کی قدروں کو ہم نے | ہماری عقل کا حافظ خدا ہے |
| سن ہجری ہماری زندگی ہے | سن ہجری سے ہی تُجد بقا ہے |
| سن ہجری مروج کیجئے کہ | سن ہجری رہیں مصطفیٰ ہے |

۱۔ اپیل اویسی غفرلہ..... فقیر ڈاکٹر صاحب کی طرح عاشقان رسول اتمام و مجاہد اسلام سے اپیل کرتا ہے کہ خدا را سن ہجری کو اپناؤ مسلمانو!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبی بعده

پیش لفظ

اہل اسلام کا مذہبی سنہ ہجری ہے، جسے خلیفہ دوم سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بمشورہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جاری کیا۔ مگر افسوس کہ آج ہم مسلمانوں نے اسے یکسر نہ صرف بھلا دیا ہے بلکہ عملاً مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ (اَلَا قَلِيْلًا مِّنَّا) حالانکہ ہجری سنہ ہمارا قطب نماز اور قدیم یادگار ہے۔ جس کا احیاء و اجراء اور فرخ اسلام کی بہترین خدمت ہے۔ کیونکہ اس سے قوم میں تاریخ اسلام کے ساتھ لگاؤ، اسلاف کے ساتھ تعلق اور راہِ خدا میں ہجرت و قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور رضائے خدا اور خدمتِ اسلام کیلئے مصائب کا مقابلہ کرنے کی جرأت پیدا ہوتی ہے۔ کاش! ہمیں اس متاعِ عزیز کو برقرار رکھنے کی معمولی سی فکر دامن گیر ہوتی۔

عوام سے خواص علماء و مشائخ تک عیسائیوں کے سنہ عیسوی کے نہ صرف دلدادہ ہیں بلکہ عملاً اسکی اشاعت و ترویج میں اتنا منہمک ہیں کہ اگر کوئی بھول کر بجائے سنہ عیسوی کے سنہ ہجری لکھ دیتا ہے تو اسے دقینوسی ملا ازم اور نا معلوم کن کن خطابات سے نوازتے ہیں حالانکہ یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ عیسائیوں میں عقیدہ کے مطابق مروجہ سنہ عیسوی کا آغاز معاذ اللہ (نقل کفر کفر نہ باشد) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے ہوتا ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ کسی بھی انگریزی تاریخی کتبہ کو آپ ملاحظہ فرمائیں گے تو سنہء کے آگے آپ کو اے ڈی (A-D) لکھا ہوا نظر آئے گا جو کہ انگریزی زبان میں آفٹر ڈیٹھ (بمعنی بعد وفات) کا مخفف ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ ایسا سنہ عیسوی کہ جس کے آغاز کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے شمار کیا جائے، ہم مسلمانوں کیلئے کس طرح قابل استعمال ہو سکتا ہے جبکہ یہ نظریہ عقیدہ قرآنی ۱ کے سراسر منافی ہے البتہ مرزائی قادیانی اُمت کیلئے عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح روا ہو سکتا ہے۔

ایک غیور مسلمان کب گوارا کر سکتا ہے کہ وہ ایسے سنہ عیسوی کو اپنائے جو قرآنی عقیدہ کے مخالف اور صراحتہ مخالف ہے۔ جس کا لکھنا اور اپنانا گناہ اور صریح جرم ہے۔ پھر دوسری طرف میں غور فرمائیے کہ ہمارا ایک رفیع الشان سنہ ہجری موجود ہے۔ علاوہ ازیں مسلمان محمدی ہو کر انگریز مسیح کے سنہ عیسوی کو کیوں اپنانا گوارا کرتا ہے۔ جب اسے معلوم ہے کہ انگریز ہمارے جان و ایمان کے دشمن ہے۔

اسی وجہ سے تو فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے قمری حساب باقی رکھنے کو مسلمانوں کے ذمہ فرض کفایہ قرار دیا ہے، لہذا ہم مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہم صرف اسلامی تاریخ اور محمدی سنہ ہجری کی اہمیت کا احساس کریں۔ انگریز کی ذہنی غلامی سے آزاد ہوں اور انگریزی تواریخ و روایات کی ترویج کے بجائے اپنے دینی ملی شعائر و روایات کا احیاء و تحفظ اور ان کی نشر و اشاعت کریں۔

۱۔ قرآن میں وما قتلوه یقیناً ۵ بل رفعہ اللہ الیہ (سورۃ النساء: ۱۵۷)

ترجمہ: ان کو (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو یہودیوں وغیرہ نے قتل نہیں کیا تھا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ آسمانوں پر اٹھالیا تھا۔

سنہ ہجری کی ترویج احیاء کا بہترین طریقہ

روزمرہ کی خط و کتابت کے ساتھ ساتھ، ڈاک کے ٹکٹوں، کرنسی نوٹوں اور سکوں، شادی کارڈوں، سائن بورڈوں اشتہاروں، اعلانوں، دفتروں و حوالہ جات اور دیگر صد ہا امور میں صرف سنہ ہجری کی مقدس و مطہر تاریخیں درج کریں۔ اس فراموش شدہ سنت کو از سر نو زندہ کر کے دکھلا کر سوشل میڈیا کا مرتبہ حاصل کریں۔

اگر بھوری انگریزی عیسوی تاریخ لکھنا ہو تو بھی اسلامی تاریخ و سنہ ہجری کو انگریزی تاریخ و سنہ عیسوی پر اولیت و فوقیت ہو۔ اہل خیر حضرات ہجری سنہ کے کلینڈر کثیر تعداد میں چھپوا کر عوام میں مفت تقسیم کرائیں۔ اگر ہو سکے تو فقیر کے رسالہ طہذ اکو زیادہ سے زیادہ شائع کر کے عوام تک پھیلا یا جائے تاکہ سنہ ہجری کی اہمیت معلوم ہو۔ عوام امراء و علماء کرام و مشائخ حضرات خصوصیت سے متوجہ ہوں۔

فقط والسلام

الفقیر القادری ابوصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ (بہاول پور)

۱۸ جمادی الثانی ۱۴۸۹ھ یکم ستمبر ۱۹۶۹ء شب منگل بعد نماز عشاء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اما بعد! فقیر اویسی مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ اسلام کے ہر مسئلہ کی ترویج میں عملی کاروائی پر زور دیں تاکہ اسلام کو تازگی نصیب ہو۔ ہر غیر مسلم کا انہماک دیکھئے کہ وہ اپنے ہر مذہبی چھوٹے سے چھوٹے مسئلہ کی ترویج میں تن دھن کی بازی لگا دیتے ہیں۔ ایک ہم ہیں کہ اپنے ہی مسائل کو اپنے ہاتھوں سے دفن کر رہے ہیں اور پھر ہماری ہی شوم بختی سمجھتے کہ ان مسائل کو مٹا کر غیروں کے اطوار کو اپنانا اپنی ترقی سمجھتے ہیں۔ مثلاً تاریخ نویسی، یعنی سن وغیرہ خطوط و دیگر نجی ضروریات میں سن ہجری کے بجائے سن عیسوی لکھنے کو دیکھئے۔ فقیر نے یہ چند سطور ہاشعور مسلمانوں کیلئے لکھ دیئے، ممکن ہے کسی بندہ خدا کو اس طرف توجہ ہو جائے۔

سنین و شہور کی ابتدا۔

سنین و شہور ہفتوں اور دنوں کے رواج اور اس کے موجودوں اور رائج کندوں کی صحیح تاریخ کا معلوم ہونا ایک نہایت دشوار ترین امر ہے۔ لیکن قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تقسیم زمانی اور روزِ ایام کا حساب ابتدائے عہد انسانی سے ہے، خواہ اُس کی صورت و نوعیت کچھ ہی کیوں نہ ہو مختلف سنین و شہور اور ان کے جدا جدا ناموں کا وجود اس کی کافی دلیل ہے۔ اگرچہ تاریخ میں اکثر حالات و واقعات (ق۔م) کے اشاروں کیساتھ بلا تعین شہور و سنین ملتے ہیں اور اس سے یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ابتدائے عہد انسانی میں سنین و شہور کا رواج نہیں تھا۔ لیکن قرآن حکیم کا اعلان ہے کہ **هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسُ ضِیَاءً وَ الْقَمَرَ نُورًا وَقَدَرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْنَ عَدَدَ السِّنِّیْنَ وَ الْحِسَابِ** (سورہ یونس: ۵) ترجمہ: حکیم مطلق خداوند تعالیٰ نے سورج کو ضیا پاش اور چاند کو روشن و منور بنایا اور اس کی منزلیں مقرر کر دیں تاکہ تم سن و سال کا حساب اور شمار معلوم کر سکو۔ چاند کے تغیرات کو خالق کائنات نے اعداد و سنین اور حساب کے علم کا ذریعہ بنایا ہے۔ یہ تغیرات قمری ابتدائے آفرینش عالم سے مسلسل و پیہم جاری و ساری ہیں۔ اس لئے ہمیں سنین و شہور کے تعین و تقرر کو ابتدائے نوع انسانی ہی سے نہیں بلکہ ابتدائے آفرینش عالم کے ساتھ فطری طور پر ماننا پڑے گا۔ بہر حال یہ تقسیم زمانی حیات انسانی کے ساتھ ساتھ ہے۔

اسلام فطری مذهب

دیگر اقوام کے سنین سے متعلق ہم اس وقت کوئی بحث نہ کریں گے۔ البتہ یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ قمری حساب فطرت کے عین مطابق اور تمام اہل عالم کیلئے نہایت آسان اور سیدھا سادہ حساب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام جیسے دین فطرت نے اسی حساب کو اختیار کیا ہے۔ مسلمانوں کی بے حسی اور کم ہمتی پر جس قدر بھی ماتم کیا جائے کم ہے کہ ہماری اسلامی حکومت پاکستان میں ہی نہیں بلکہ آزاد، مستقل اور کامل خود مختار ممالک اسلامیہ میں بھی اسلامی شہور و سنین کا استعمال نہیں کیا جاتا۔ تمام محکموں، شعبوں اور دفاتروں کے علاوہ کتابوں، رسالوں، جریدوں اور مکتبہ میں بھی سن مسیحی استعمال کیا جاتا ہے۔ جرائد و رسائل کے سالنامے سن مسیحی کے آغاز میں شائع کئے جاتے ہیں۔ سال نو کی تقریبات ہائے مسرت بھی سن مسیحی کے آغاز ہی میں منائے جاتے ہیں۔ ہم اپنی ذاتی تقریبات کے دعوت نامے اور شادی کا رڈ حتیٰ کہ مذہبی جلسوں اور تقریبوں کی تاریخیں بھی عیسوی سن کے حساب سے مقرر کرتے ہیں۔ اسلامی سال کے آغاز پر شاید ہی کوئی اخبار یا رسالہ چھپتا ہو!

اسلامی خصوصیات سے ہماری دوری و بیگانگی اس حد تغافل تک ہی نہیں ہے۔ بلکہ بعض جذبات یا بدعت پسند حضرات سن انگریزی کی اشاعت و ترویج کیلئے نجی کوششوں سے سن ہجری نبوی کو مسلمانوں کے لوح دل سے بھی محو کرنا چاہتے ہیں۔ انگریز تو ہے ہی دشمن یہودیوں کی دشمنی اس سے بڑھ کر ہے۔ اسلامی فرقوں میں بھی بہت سے لوگ سن ہجری کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اگر ہم عاشقان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور محبان اسلام ہو کر عملی طور پر اسے نہ اپنائیں، تو ہم میں اور دشمنان اسلام میں فرق کیا رہا۔

ازالہ وہم..... ہمیں اس سے اختلاف نہیں کہ حکومت ہائے اسلامیہ کے اُن خاص اور بین الاقوامی معاملات کے کاغذات رجسٹر، حسابات وغیرہ میں انگریزی تاریخ اور ماہ و سال استعمال کئے جائیں جن کا تعلق غیر اسلامی حکومتوں سے ہے۔ لیکن حکومت اور پبلک کے اپنے مخصوص اداروں نیز تقریبات و تعطیلات، مکتوبات و اطلاعات، تصنیفات و تالیفات، جرائد و رسائل اور جنتریوں میں لازمی طور پر اسلامی سال و ماہ اور تاریخوں کا استعمال کیا جائے کہ ہماری قومی و مذہبی خصوصیت اور امتیازی شان نمایاں ہو کر ہمیں تمام شعائر اسلام کی پابندی کی طرف مائل کر سکے۔

سنہ ہجری کی اہمیت و فضیلت

اگرچہ بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے زمانہ ہی میں اسلامی تاریخ کی ابتداء ہو گئی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی نے مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہو کر تاریخ و سنہ مقرر کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ لیکن صحیح و محقق یہی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے کئی سال بعد تک کوئی اسلامی تاریخ نہ تھی۔ وصال شریف کے چھ سال بعد جب اسلامی مملکت کے حدود بہت وسیع ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں بعض واقعات ایسے پیش آئے جنہوں نے اس برگزیدہ خلیفہ اسلام کو تاریخ مقرر کرنے کی طرف متوجہ کیا۔

☆ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ صوبہ دار یمن نے لکھا کہ دربار خلافت سے جو احکام و خطوط موصول ہوتے ہیں۔ ان سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کب کے لکھے ہوئے ہیں (اس سے بڑی وقت کا سامنا ہوتا ہے)۔

☆ مدینہ سے ایک شخص یمن وغیرہ کی سیاحت کو گیا اور وہاں ماہ و سال کے عام رواج کو دیکھ کر مدینہ واپس آ کر بیان کیا کہ اہل یمن اپنی تحریروں میں ماہ فلاں اور سنہ فلاں لکھتے ہیں۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں شعبان کے مہینے میں ایک دستاویز پیش ہوئی جس کی میعاد بھی ماہ شعبان ہی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا معلوم نہیں گزشتہ شعبان مراد ہے یا موجودہ یا آئندہ۔ غرض ان اسباب اور مشکلات کو محسوس فرما کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنہ قائم کرنے کا خیال پیدا ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدائی جمہوری اصول کے پیش نظر عامۃ المسلمین اور ممتاز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے مشورہ کیا کون سے واقعے اور کس سن سے اسلامی تاریخ کی ابتداء کی جائے۔ چونکہ اس وقت حاضرین فاروقی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقطہ خیال تک نہیں پہنچے تھے۔ اس لئے دیگر ممالک کے سن مروجہ کو پیش کرتے ہوئے بعض نے اہل روم کا سن اختیار کرنے کی رائے دی جو ذوالقرنین کی تاریخ فتح سے شمار کیا جاتا ہے اور اکثر نے ایرانیوں کی تقلید کا مشورہ دیا۔ مگر پہلی تجویز پر یہ نقص ظاہر کیا گیا کہ یہ سن بہت بعید زمانہ کا ہے اس لئے مناسب نہیں اور دوسری تجویز کو یہ کہہ کر مسترد کر دیا گیا کہ ایرانیوں کا سن اختیار کرنا بھی مناسب نہیں کیونکہ یہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے یعنی ہر نئے بادشاہ کی تخت نشینی سے نیا سال (نیا جلوس) جاری اور پہلا سن متروک ہو جاتا ہے۔

اب چونکہ حاضرین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعلیٰ خیال کو سمجھ گئے تھے۔ انہوں نے اسلامی واقعات کو پیش نظر رکھ کر رائے دینی شروع کی۔ اگرچہ اسلام کے اور بھی ایسے اہم واقعات تھے، جن سے تاریخ و سن کی ابتداء کی جاسکتی تھی لیکن چار واقعے ایسے عظیم الشان موجود تھے، جن کے مقابلہ میں کسی دوسرے واقعہ کو وقعت دینا انصاف سے بعید تھا۔ وہ چار واقعات یہ ہیں:-

(۱) ولادت باسعادت..... حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت۔

(۲) بعثت مبارکہ..... نبوت و رسالت کا ظہور۔

(۳) ہجرت طیبہ..... پامر خداوندی مکہ کو چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت۔

(۴) وفات شریف..... حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بظاہر اس عالم سے وصال۔

انہیں چاروں میں سے کسی واقعہ کی نسبت میں اپنے اذہان سے کوئی فضیلت اور وجہ ترجیح سمجھ کر حاضرین نے مختلف رائیں پیش کیں۔ بعض بزرگوں نے کہا سب سے افضل اور عظیم الشان واقعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہے۔ اس مبارک دن سے گویا دین اسلام عالم وجود میں آیا ہے۔ لہذا اسی مبارک دن سے اسلامی تاریخ کی ابتداء کی جائے۔ دوسرے بزرگوں نے کہا اس تبرک دن کی فضیلت مسلم ہے لیکن اسلام کی اصلی و حقیقی ابتداء اس یوم مسعود سے ہوئی جس روز آن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظاہری طور پر منصب رسالت و نبوت سے سرفراز کئے گئے ہیں۔

چند حضرات نے کہا کہ یہ ایام اگرچہ نہایت بابرکت اور افضل ہیں۔ لیکن حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے قیامت خیز اور دلوں کو ہلا دینے والے اور پھر کبھی نہ ہونے والے واقعے کی مانند اسلام میں کوئی واقعہ نہیں ہے۔ اس سے اسلامی سن کا آغاز ہونا چاہئے۔ لیکن چونکہ ایک نہایت صدمہ خیز اور حسرت انگیز یادگار تھی اس پر بھی اتفاق نہ ہوا۔

آخر میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا کہ جس روز آن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشرکوں کی بہمتی کو چھوڑا ہے اور جس دن کی برکت و عظمت نے اسلام کی قوت میں ایک حیرت انگیز ترقی پیدا کر دی ہے اور اس سے گویا اسلام کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہو گیا۔ وہی دن اس کا مستحق ہے کہ اسلامی سنہ کی ابتداء اس سے کی جائے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی اس رائے عالی سے دوسرے جلیل القدر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی اتفاق فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خود بھی یہی رائے تھی۔ بالآخر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فیصلہ صادر فرمادیا کہ بے شک اسی واقعہ سے اسلامی سنہ موسوم اور شروع کیا جائے۔ اس مبارک زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیض قربت نے سینوں کو آمینہ بنا دیا تھا۔ رنجش و کدورت کا نام و نشان نہ تھا۔ جذبہ تفوق کے ماتحت کسی کو اپنی رائے پر نہ اصرار تھا نہ ضد۔ چنانچہ دوسرے صحابہ اور تمام مسلمانوں نے بھی اس رائے کی خوبی کو تسلیم کر لیا اور نہایت اتفاق و اتحاد اور بڑی مسرت کیساتھ یہ قیامت تک جاری رہنے والا سن مقرر ہو کر جاری ہوا۔

یہ مسئلہ حل ہو جانے کے بعد اس امر پر گفتگو ہوئی کہ کس مہینے سے حساب شروع ہو۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چونکہ ماہ ربیع الاول سے ہجرت فرمائی تھی۔ اس لئے اسی سے آغاز ہونا ظاہر تھا۔ مگر بعض صحابہ علیہم الرضوان نے رجب کے متبرک و معظم مہینے کو پسند کیا جو اشہر حُزْم میں داخل ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض صحابہ علیہم الرضوان نے فرمایا کہ ماہ محرم الحرام 'اشہر حرم' میں داخل اور شرعاً بھی نہایت معظم ہے۔ حج کرنے والے حج سے فارغ ہو کر اسی مہینہ میں واپس آتے اور اپنی زندگی کی ایک نئی حالت کی ابتداء کرتے ہیں۔ اسی سے سن ہجری کا آغاز کرنا چاہئے۔

اس رائے کو حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بالاتفاق پسند فرمایا اور محرم ہی سے سن ہجری کی ابتداء قرار دی گئی۔ اگرچہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے دو ماہ پیشتر سے حساب لگایا گیا ہے۔ لیکن غور کرنے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نکتہ رس اور صائب رائے پر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے۔ ان خاصانِ خدا نے فی الحقیقت ہجرت کا اصلی اور واقعی مہینہ لے لیا ہے۔ کیونکہ ذی الحجہ میں بیعت عقبہ ہوئی تھی (جس میں اہل مدینہ نے تشریف آوری کی التجا اور خدمت و جائزہ کا وعدہ واثق کیا تھا) اور اس کے بعد ہی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کا ارادہ اور تہیہ فرمالیا تھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا رِعار نے اونٹنیاں بھی خرید کر تیار رکھی تھیں اور ارادہ کرنے کے بعد سب سے پہلا مہینہ محرم الحرام ہی کا شروع ہوا تھا۔ (گو بعض وجوہ سے دو مہینے تک ارادہ پوار نہ ہو سکا۔)

بہر حال سن ہجری ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عطا کردہ تحفہ ہے۔ مسلمان سوچیں! ہم کیسے محبوب تحفہ سے بے پرواہی کر رہے ہیں۔ کل قیامت میں تحفہ دینے والے محبوبوں کو کیا منہ دکھائیں گے۔

(وما علينا الا البلاغ)

مسلمان کا تعلق کس سے

مسلمان کا مقصد وحید صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور بس پھر اس کے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات سے کہ مسلمان کو ربّ رحمن سے ملانے والے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے پاس ان کی رہبری کیلئے اپنی سچی کتاب بھیجی یعنی قرآن مجید تاکہ وہ اس سے وابستہ ہو کر اپنے مالک حقیقی سے واصل ہو۔ اس کتاب برحق یعنی قرآن مجید میں اپنی ہدایات وغیرہ کی تاریخیں اسلامی مہینوں سے منسلک فرمائی۔ بعض کا صاف نام لے کر بعض کے اسماء اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعے۔ اب افسوس ہے اس نادانی پر کہ اس کا مالک تو اسے اسلامی مہینوں سے اس کی رہبری فرماتا ہے لیکن وہ اس کے دشمن انگریز کا کاسرے لیس بن گیا ہے۔ احکام الہی بذریعہ اسلامی تاریخوں کے چند نمونے ملاحظہ ہوں:-

چند نمونے

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهراً (سورہ توبہ: ۳۶)

ترجمہ: بے شک اللہ کے نزدیک سال کے مہینوں کی گنتی بارہ ہے۔

اور فرمایا:

شهر رمضان الذي انزل فيه القرآن (سورہ بقرہ: ۱۸۵)

ترجمہ: رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اُتارا گیا۔

اور فرمایا:

فمن شهد منكم الشهر فليصمه (سورہ بقرہ: ۱۸۵)

ترجمہ: پس جس کسی نے تم میں سے مہینہ پایا۔ پس اس پر اس کا روزہ فرض ہے۔

اور فرمایا:

الشهر الحرام بالشهر الحرام (سورہ بقرہ: ۱۹۲)

ترجمہ: حرمت والا مہینہ بدلے حرمت والے مہینے کے۔

اور فرمایا:

الحج أشهر معلومت (سورۃ بقرہ: ۱۹۷)

ترجمہ: حج کے مہینے معلوم یعنی متعین ہیں۔

اور فرمایا:

للذين يؤلون من نسائهم تربص أربعة أشهر (سورۃ بقرہ: ۲۲۶)

ترجمہ: جو لوگ اپنی عورتوں سے کنارہ کرتے ہیں ان کیلئے چار مہینوں کا انتظار ہے۔

اور فرمایا:

والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجاً يتربصن

بأنفسهن أربعة أشهر وعشراً (سورۃ بقرہ: ۲۳۳)

ترجمہ: اور جو لوگ تم میں فوت ہو جائیں اور اپنے پیچھے وہ بیویاں چھوڑ جائیں۔

ان کی بیویاں اپنے نفسوں کے بارے میں چار ماہ دس دن انتظار کریں۔

فائدہ..... ان تمام آیات مذکورہ سے واضح ہوا کہ رب تعالیٰ نے سال کے بارہ ماہ بتائے ہیں۔ ان میں سے بعض مہینوں کا تشخص بعض عبادات یا بعض امور کیلئے فرمایا ہے۔ مثلاً رمضان کے روزے فرض کئے۔ اس میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر ایک ہی بار قرآن کا نزول ہوا۔ جس شخص نے اپنی زندگی میں رمضان کو پایا، اس پر روزہ فرض بتایا۔ یعنی اس پر لازم ہے کہ وہ روزہ رکھے اور فرمایا حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں۔ ان میں ہی حج کیا جاتا ہے۔ ان کے گزرنے سے حج کا وقت گزر گیا۔ اور فرمایا جو لوگ اپنی عورتوں سے ایلاء کرتے ہیں یعنی وہ ان کے نزدیک نہ جانے کی قسم کھا بیٹھتے ہیں۔ اس قسم کے توڑنے اور کفارہ ادا کرنے اور عورت کے نزدیک جانے کی مدت صرف چار مہینے ہے۔ اس کے بعد وہ اس سے باندہ ہو جائے گی۔ اگر شوہر فوت ہو جائے، اس کے پیچھے اس کی بیوی زندہ ہو، تو وہ چار ماہ دس دن انتظار کرے اس کے بعد اگر نکاح کرنا چاہے تو وہ مختار ہے۔

دعوت غور و فکر

اس سے صرف اسلام کا شیدائی غور فرمائے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کیسے احسن طریق سے سمجھایا کہ اے مسلمان تیری زندگی کے تمام امور کا تعلق قمری یعنی عربی مہینوں سے ہے، ہندی یا انگریزی مہینوں سے نہیں۔ مثلاً روزہ کی فرضیت رمضان کے مہینے پر مبنی ہے اور حج کی فرضیت ذوالحجہ پر۔ اگرچہ یہ مہینے انگریزی یا دیسی مہینوں میں سے کسی مہینہ میں آجائیں۔ کئی اسلامی وقائع بھی انہیں مہینوں کی طرف منسوب ہیں۔ مثلاً یوم عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **ربیع الاول** میں، حضرت غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سالانہ شریف **ربیع الثانی** میں، معراج شریف **رجب** میں، شب برأت **شعبان** میں، لیلة القدر **رمضان** میں ہوتی ہے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس کے مہینے کو یاد کریں اور اپنے بچوں کو بھی ان مہینوں کی تعلیم دیں اور جو خواص و عبادات ان مہینوں سے وابستہ ہیں وہ ان کے ذہن نشین کرائیں۔ لیکن افسوس کہ بچے تو کہیں رہے، عمر رسیدہ لوگوں کو بھی عربی مہینوں کے نام نہیں آتے۔ دیہات میں دیہاتی لوگوں کو ہندی مہینے از بر ہیں مگر عربی مہینوں کو نہیں جانتے، یہاں تک کہ اگر کہا جائے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رجب کے مہینے میں معراج ہوئی تو پوچھتے ہیں رجب کس مہینے کا نام ہے۔ (قالی اللہ المشتکی وهو المستعان)

بے خبر مسلمان ہوشیار

فقیر ایک سال عید الفطر کے بعد مدینہ پاک سے انگلینڈ گیا تو وہاں مسلمان مرجھائے ہوئے محسوس ہوئے۔ معلوم کرنے پر بتایا کہ عیسائی، یہودی و دیگر غیر مسلم طعنہ دیتے ہیں کہ تمہاری عید چاند کی محتاج اور چاند رویت کا محتاج اور تمہاری رویت تمہارے بس میں نہیں۔ فلہذا ہمارا نظام شمس ہی بہتر ہے کہ اسے اپنا لیا جائے تو کسی قسم کا جھگڑا نہ ہو اور تہوار بھی خوشگوار۔

اس کا جواب جو فقیر نے عرض کیا اور بعد کو لکھوں گا۔ پہلے مندرجہ ذیل مضمون ایک رسالہ سے نقل کر دوں تاکہ طعنہ بازوں کے ہوش ٹھکانے لگیں۔

۱..... سن ہجری خالص قمری ہے۔ قمری ہجری سال ۳۵۴ دن سے کم اور ۳۵۵ دن سے زیادہ کا نہیں ہوتا، یہ سنہ جولین پریڈ کے 1948439 دن گزرنے کے بعد شروع ہوا ہے۔

۲..... اہل بیت نے سنن قمری کو دو در صغیر و کبیر پر تقسیم کیا ہے۔ تین سال قمری دو در صغیر اور سات دو در صغیر یعنی دو سو دس سال قمری کا دو در کبیر ہوتا ہے۔ (سن ہجری کا پہلا دو در کبیر ۱۵ ہجری کو ختم ہوتا ہے۔ اس میں دس سال عہد نبوت کے ہیں۔ باقی دو سو سال وہ ہیں جو حدیث الآیات بعد المائنین کے ہیں)۔ دو در صغیر تیس سال میں سے اُنیس سال ۳۵۴ دن کے اور گیارہ سال ۳۵۵ دن کے ہوتے ہیں اور ایام کی تعداد کے لحاظ سے ہر دو در صغیر 10631 دن کا اور دو در کبیر 74417 دن کا ہوتا ہے۔

۳..... ہر دو در صغیر دوسرے دو در صغیر کے ساتھ یہ مماثلت رکھتا ہے کہ جس ترتیب کے ساتھ پہلے دو در صغیر میں قمری مہینے 29, 29 یا 30, 30 کے آئے تھے۔ اس سے ملحق دوسرے دور میں بھی سب قمری مہینے اسی ترتیب کے ساتھ 29, 29 یا 30, 30 دن کے آئیں گے اور پچھلے دو در صغیر کے تمام سال اور مہینے اپنے سے پہلے دور کے برسوں اور مہینوں سے بالترتیب پانچ دن بعد شروع ہوا کرتے ہیں۔

۴..... دو در کبیر کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے سے پہلے دور کے برسوں اور مہینوں کے مطابق ہوتا ہے۔ یعنی برسوں اور مہینوں کے شروع ہونے کے دن اور ان کے دنوں کی تعداد بالترتیب بالکل وہی ہوتی ہے۔ جو ماضی دور میں تھی۔

۵..... نقشہ مندرجہ ذیل میں سنہ ہجری سے 1470 ہجری تک سالہائے ہجری کے شروع ہونے کا دن روایت عرب کے مطابق درج کیا گیا ہے۔ اور 355 دن کے برسوں کو خطوط وحدانی میں دکھایا گیا ہے۔

نقشہ

﴿ تعداد ایام عیسوی از یکم جنوری دوشنبہ جدول تعداد ایام سالہائے ہجری ﴾

| تعداد ایام عیسوی از یکم جنوری دوشنبہ | سالہائے ہجری | تعداد ایام | میزان افزوں ایام |
|--------------------------------------|--------------|------------|------------------|
| 227014 | 1 | 10 | 354 |
| 227068 | (2) | 355 | 709 |
| 227723 | 3 | 354 | 1063 |
| 228077 | 4 | 354 | 1417 |
| 228431 | (5) | 355 | 1772 |
| 228786 | 6 | 354 | 2126 |
| 229142 | 7 | 354 | 2480 |
| 229495 | (8) | 355 | 2835 |
| 229850 | 9 | 354 | 3189 |
| 230204 | 10 | 354 | 3543 |
| 230558 | (11) | 355 | 3898 |
| 230913 | 12 | 354 | 4252 |
| 231267 | (13) | 355 | 4607 |
| 231622 | 14 | 354 | 4961 |
| 231976 | 15 | 354 | 3515 |
| 232330 | (16) | 355 | 5670 |
| 232330 | 17 | 354 | 6024 |
| 233039 | 18 | 354 | 6378 |
| 233393 | (19) | 355 | 6733 |
| 233748 | 20 | 354 | 7087 |
| 234102 | (21) | 355 | 7442 |
| 234457 | 22 | 354 | 7796 |
| 234811 | 23 | 354 | 8150 |
| 231565 | (24) | 355 | 8505 |
| 235520 | 25 | 354 | 8859 |
| 235874 | 26 | 354 | 9313 |
| 236228 | 27 | 355 | 9568 |
| - | 28 | 354 | 9922 |
| - | 29 | 354 | 10272 |

﴿ تعداد سالہائے قمری تعداد ایام جدول دورہائے صغیر قمر معہ تعداد ﴾

| تعداد ایام | تعداد سالہائے قمری | تعداد ایام | تعداد سالہائے قمری |
|------------|--------------------|------------|--------------------|
| 148834 | 420 | 10631 | 30 |
| 223251 | 630 | 21212 | 60 |
| 297668 | 840 | 31893 | 90 |
| 372085 | 1050 | 42524 | 120 |
| 446502 | 1260 | 53155 | 150 |
| 520919 | 1470 | 63786 | 180 |
| - | - | 74417 | 210 |

غره سنہ ہجری کے دریافت کرنے کا طریقہ

۶..... نقشہ مندرجہ بالا سے کسی سال ہجری کے شروع ہونے کا دن معلوم کرنے کیلئے اس سال کو 21 پر تقسیم کریں۔ تقسیم کے بعد جس قدر سال باقی رہیں ان کو سالہائے ہجری کے خانے میں دیکھیں (جو کہ ذیل میں ہے)۔ خانہ (الف) کی سیدھ میں خانہ (ب) کے ہندسہ کے نیچے جو دن لکھا ہوا ملے گا اسی دن سے وہ سال ہجری شروع ہوگا۔ ان میں سے خانہ (ب) کے زیادہ سے زیادہ سال جو کم ہو سکتے ہوں ان کے نیچے اور ان برسوں کے کم ہونے کے بعد جس قدر سال باقی رہتے ہوں ان کے مقابل ہی ہیں۔

| سالہائے ہجری (الف) | | | | | | | دورہائے 30 سالہ (ب) | | | | | | |
|--------------------|------|------|------|----------|----------|----------|---------------------|----------|----------|----------|----------|----------|----------|
| سالہائے ہجری | | | | | | | 210 | 30 | 60 | 90 | 120 | 150 | 180 |
| 1 | 9 | 17 | 25 | یکشنبہ | جمعہ | چهارشنبہ | دوشنبہ | شنبہ | پنجشنبہ | سه شنبہ | یکشنبہ | جمعہ | چهارشنبہ |
| (2) | 10 | 18 | 26 | جمعہ | چهارشنبہ | دوشنبہ | شنبہ | پنجشنبہ | سه شنبہ | یکشنبہ | جمعہ | چهارشنبہ | دوشنبہ |
| | 11 | 19 | 27 | سه شنبہ | یکشنبہ | جمعہ | چهارشنبہ | دوشنبہ | شنبہ | پنجشنبہ | سه شنبہ | یکشنبہ | جمعہ |
| 4 | 12 | 20 | 28 | شنبہ | پنجشنبہ | سه شنبہ | یکشنبہ | جمعہ | چهارشنبہ | دوشنبہ | شنبہ | پنجشنبہ | سه شنبہ |
| (5) | (13) | (21) | 29 | پنجشنبہ | سه شنبہ | یکشنبہ | جمعہ | چهارشنبہ | دوشنبہ | شنبہ | پنجشنبہ | سه شنبہ | یکشنبہ |
| 6 | 14 | 22 | | دوشنبہ | شنبہ | پنجشنبہ | سه شنبہ | یکشنبہ | جمعہ | چهارشنبہ | دوشنبہ | شنبہ | پنجشنبہ |
| 7 | 15 | 23 | | شنبہ | پنجشنبہ | سه شنبہ | یکشنبہ | جمعہ | چهارشنبہ | دوشنبہ | شنبہ | پنجشنبہ | سه شنبہ |
| 3 | (8) | (16) | (24) | چهارشنبہ | دوشنبہ | شنبہ | پنجشنبہ | سه شنبہ | یکشنبہ | جمعہ | چهارشنبہ | دوشنبہ | شنبہ |

۷..... سنن ہجری و عیسوی کی تواریخ شہور کی مطابقت کیلئے ذیل میں جدول تعداد ایام سال ہائے ہجری درج کی جاتی ہے۔ جب کسی سال ہجری کا غرہ اور اس کے مطابق عیسوی تاریخ ماہ و سنہ معلوم کرنا ہو تو جس قدر پورے سال ہجری گزر چکے ہوں ان ہجری سالوں کے دن جدول تعداد ایام سال ہائے ہجری سے معلوم کر کے ان میں 227015 دن جمع کریں۔ مجموعہ ایام کے برابر دنوں کا شمار کر کے یکم جنوری ۱ عیسوی یوم دوشنبہ سے بہ حساب جدید شمار کریں۔ جیسا کہ سن عیسوی جدید کے ضمن میں بیان کیا جاتا ہے۔ جس سال کے مہینے تاریخ عیسوی پر اس دن ختم ہوں اسی تاریخ عیسوی کو سنہ مطلوب ہجری کا یکم محرم ہوگا۔

۸..... اسلام میں سنہ ہجری کا استعمال بعد خلافت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جاری ہوا۔ یوم النہیس ۳۰ جمادی الثانی ۱ھ 9/12 جولائی 638ء حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے سے سنہ کا شمار واقعہ ہجرت نبوت سے کیا گیا اور حضرت عثمان غنی ذوالنورین کے مشورے سے محرم کو اولین شہور مقرر کیا گیا۔

۹..... سنہ ہجری میں ایک عجیب فضیلت پائی جاتی ہے کہ وہ شروع سے حال تک اپنی صوت مجورہ پر آتا ہے۔ جو دنیا کے مروجہ سنن میں غالباً کسی سنہ میں نہیں پائی جاتی۔

دوسری خصوصیت اس کی یہ ہے کہ بہ لحاظ تداول و استعمال بھی سنہ ہجری دنیا کے اکثر مروجہ سنن سے قدیم سنہ ہے۔ اگرچہ وہ اپنے اعداد کے لحاظ سے سے سنہ ہجری سے زیادہ پرانے معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً یکم محرم سنہ ایک ہجری 16 جولائی 5335 جولین کے مطابق:

الف..... جولین پیریڈ کا سن بظاہر سنہ ہجری سے 5334 سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔ حقیقت میں یہ سنہ ہجری سے 989 سال بعد 1582 عیسوی میں وضع ہوا۔

ب..... سنہ عبرانی کے مطابق یکم محرم سنہ ہجری کے دن 3۔ آب 4382 عبری تھا۔ اس لئے بظاہر سنہ عبرانی سنہ ہجری سے 4381 سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔ مگر دراصل یہ 1582 ع میں وضع ہوا۔ (ملاحظہ ہوا ناسائیکلو پیڈیا آف برطانیکا)

ج..... سنہ سکندری کل جگ سنہ ہجری سے 3723 سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے مگر یورپین مؤرخین اور ہیئت دان تسلیم کرتے ہیں کہ یہ سن چوتھی صدی عیسوی میں وضع کیا گیا تھا۔ یعنی اپنے حساب سے 34 صدیاں گزرنے کے بعد اس کا نام عالم وجود میں لایا گیا۔

د..... سنہ سکندری سنہ ہجری سے 932 سال پہلے کا ہے مگر اپنی موجود ہیئت میں نو زائیدہ ہے۔ کیونکہ یہ شروع میں کئی صدیوں تک قمری مہینوں پر چلتا رہا ہے اور اب اسے شمسی مہینوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

..... سمت بروہہ کے مطابق کیم محرم ۱ھ کے دن 26 ساون سمت 679 تھا۔ اسلئے بظاہر سمت بروہہ سنہ ہجری سے 678 سال پہلے کا معلوم ہوتا تھا مگر ہندو اور یورپین محققین کی تحقیقات سے ثابت ہے کہ سمت 798 بروہہ سب سے پہلے سال ہے جس کو سمت بروہہ کا نام دیا گیا ہے۔ چونکہ کیم بہار (طرہ اول) سمت 789 بروہہ ۲۳ جمادی اول ۲۲۶ ہجری کے مطابق ہے۔ اس حساب سمت بروہہ سنہ ہجری سے 225 سال بعد شروع ہوتا ہے۔

..... تاریخی طور پر سنہ سب سے پہلی دفعہ 478 ع بمطابق ۱۳ ہجری میں لکھا گیا۔ (ملاحظہ کا سیکل ڈکشنری، جی چرانزا)
 عیسوی قدیم انگلستان میں 2 ستمبر 1753 ع یوم چہار شنبہ مطابق ۳ ذی قعدہ ۱۱۶۵ ہجری تک جاری رہا۔
 ۴ ذیقعدہ ۱۱۶۵ ہجری یوم پنجشنبہ کو حساب جدید کے مطابق 14 ستمبر 1752 ع کو لکھا گیا۔

اسلام نے سال کا شمار قمری حساب پر رکھا ہے اور اس حساب کو قمری حساب کے برابر کرنے کیلئے کوئی لونڈ (کیسہ) کا مہینہ اختیار نہیں کیا گیا کیونکہ اسلام دین فطرت ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ شارع علیہ السلام اس منج حساب کو پسند فرماتے جو فطرت کے اصول پر مبنی بر مصلحت دین ہے۔ اسلام کی اعلیٰ خصوصیات مساوات بھی ہے اور ایک خصوصیت اس کی ہمہ گیر بھی ہے۔ اسلام نے ان خصائص کی حصانت و حمایت میں یہ پسند فرمایا کہ اسلامی مہینے اڈلتے بدلتے موسم میں آیا کریں اور لون وغیرہ کے اضافے سے اس صفت تقلب ایام کا سد باب نہ کیا جائے۔ ذرا اسلام کے رکن چہارم ماہ رمضان پر غور کرو کہ اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہ صیام کیلئے شمسی مہینہ مقرر فرما دیتے یا قمری حساب میں لونڈ (کیسہ) لگانا منظور فرمالیتے تو نتیجہ کیا ہوتا۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقرر کردہ مہینہ خواہ گرم موسم کا ہوتا یا سرد موسم کا، مگر لا بدی حالت یہ ہوتی کہ نصف دنیا کے مسلمان ہمیشہ آسانی میں اور نصف دنیا کے مسلمان ہمیشہ تنگی و سخت میں پڑ جاتے۔ کیونکہ علم جغرافیہ کے ایک طالب سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ دسمبر جو نصف شمالی دنیا کا سرد اور سب سے چھوٹے دن کا مہینہ ہے وہ نصف دنیا کا گرم اور طویل دن کا مہینہ ہے۔ پس اسلام کی مساوات جہاں گیری کا اقتضاء ہی یہ تھا کہ اسلامی سن قمری حساب پر ہوتا اور قمری حرکات کو انسانی اختراع لونڈ وغیرہ کو شمولیت سے کالعدم نہ کر دیا جاتا۔

نظام اسلام

نہ صرف چاند بلکہ اسلام نے انسان کے ہر شعبہ کو آسانی عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یرید اللہ بکم اليسر ولا یرید بکم العسرا (سورہ بقرہ: ۱۸۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔

اس قاعدہ پر چاند کے متعلق بھی آسانی مد نظر ہے۔ اسلئے نظام شمس کیلئے گنتی کی محتاجی ہے۔ اس سے انسان دوسرے کا محتاج ہوتا ہے کہ جسے گنتی سے لگاؤ ہے وہی تاریخ بتائے تو کام بنے اور چاند گنتی کا محتاج نہیں ہر چھوٹا بڑا، پڑھا لکھا ان پڑھا اپنے کام کا خود کفیل ہے۔ دوسرے کسی کا محتاج نہیں، لیکن جب وہ ان امور کی طرف توجہ ہی نہ دے تو اسے کون سمجھائے۔ اسی لئے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر نئے چاند کو دیکھنے کا حکم فرمایا۔ جن مہینوں کا تہواروں (عیدیں وغیرہ) کا تعلق ہے اس کیلئے واجب قرار دیا لیکن مسلمان خود ہی اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کا پابند نہ ہو تو اسے کون پوچھے لیکن یہ رویت بھی شرعی امور سے متعلق ہے۔ ورنہ اگر حساب دانی پر امور کو منسلک کیا جائے تو قمری حساب شمسی حساب سے آسان تر ہے۔ اس کیلئے علمائے اسلام نے کئی طریقے تیار فرمائے ہیں۔ چند طریقے فقیر عرض کرتا ہے لیکن مسلمانوں کو اپنے امور سے لگاؤ نہیں اور انگریز نے چالاکی سے اپنے امور کو بالادستی و غلبہ تک پہنچا دیا۔ مسلمان ذہنی طور پر اس کا غلام ہے۔ اسلام سے بے بہرگی پر توجہ نہیں دیتا۔ اسی لئے سمجھتا ہے کہ اسلام میں دشواری ہے۔ اگر آج ہمیں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا سربراہ مل جائے پھر ہم انسان کی زندگی کے ہر شعبہ کو سورج سے زیادہ روشن فوقیت دکھا دیں گے۔

ہر ماہ کے عربی مہینوں کی پہلی تاریخ معلوم کرنے کا طریقہ

جس مہینہ کی پہلی تاریخ معلوم کرنا ہے اس کے سنہ کو ۸ پر تقسیم کریں۔ جو کچھ بچے دائیں طرف سے اس کو لیں اور جس مہینہ کی تاریخ مطلوب ہے اس کو اوپر سے جس خانے میں دونوں آکر ملیں اس میں جو دن لکھا ہے اسی دن غرہ ہے اور اسی دن آٹھ پندرہ اکیس ۲۹ ہوں گے اور اسی حساب سے بقیہ تواریخ کے ایام بھی معلوم ہو جائیں گے۔ مثلاً دیکھنا ہے کہ رَمَضان المبارک ۱۳۳۳ھ کی یکم کس دن ہوگی تو ۱۳۳۳ کو ۸ پر تقسیم کیا۔ گو ایک بچا اس کو دائیں طرف سے لے کر رمضان شریف کے نیچے دیکھا شنبہ ملا۔ معلوم ہوا کہ روز شنبہ کو غرہ رمضان ہوگا مثلاً ۱۳۳۳ ÷ ۸ جواب ۱۶۷ اور باقی ایک بچا دوسری مثال ۱۳۳۳ کے شوال کا غرہ۔ شوال کو نیچے دوشنبہ ملا معلوم ہوا کہ دوشنبہ کو غرہ ہوگا۔

انتباہ..... یہ بلحاظ قواعد معلوم کرنے کا طریقہ ہے اس قاعدہ کا اثر احکام شرعیہ پر نہیں شریعت مطہرہ میں روایت ہلال پر ہی مدار ہے۔

| عدد | ربیع الآخر | جمادی الاولیٰ | محرم | جمادی الآخر | صفر | ربیع الاول | شعبان المعظم |
|-----|------------|---------------|-----------|-------------|-----------|------------|--------------|
| | رمضان | | شوال | ذیقعد | رجب | ذی الحجہ | |
| ۱ | شنبه | یکشنبہ | دوشنبہ | سہ شنبہ | چہار شنبہ | پنجشنبہ | جمعہ |
| ۲ | چہار شنبہ | پنجشنبہ | جمعہ | شنبه | یکشنبہ | دوشنبہ | سہ شنبہ |
| ۳ | دوشنبہ | سہ شنبہ | چہار شنبہ | پنجشنبہ | جمعہ | شنبه | یکشنبہ |
| ۴ | جمعہ | شنبه | یکشنبہ | دوشنبہ | سہ شنبہ | چہار شنبہ | پنجشنبہ |
| ۵ | سہ شنبہ | چہار شنبہ | پنجشنبہ | جمعہ | شنبه | یکشنبہ | دوشنبہ |
| ۶ | یکشنبہ | دوشنبہ | سہ شنبہ | چہار شنبہ | پنجشنبہ | جمعہ | شنبه |
| ۷ | پنجشنبہ | جمعہ | شنبه | یکشنبہ | دوشنبہ | سہ شنبہ | چہار شنبہ |

(موذن الاوقات)

فقط والسلام

الفقیر القادری ابوصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان